متوجہ ہونگی۔ اوپر کی مثالیں محض اسلئے پیش کی گئی ہیں کہ آپ یہ سمجھ جائیں کہ وہ باتیں جو ہمیں بظاہر ناممکن نظر آتی ہیں خدا کے نزدیک ممکن ہیں اسکے ہاں کوئی بات ناممکن نہیں۔ وہ جو مادی آنکھوں کو دیکھنے کی قوت عطا کرسکتا ہے وہ جو کانوں کو سننے کے قابل بنا سکتا ہے۔ وہ ہماری روح میں اتنی قوت بھی پیدا کرسکتا ہے کہ ہم ظاہری آنکھوں کے بغیر دیکھ سکیں۔ لیکن یہ ساری قوتیں اسی وقت مل سکتی ہیں جب ہم اللہ کے ہوجائیں۔ حدیث میں ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو اللہ کا ہوجائے اللہ اسکا ہوجاتا ہے اور اللہ کے ہونے کی یہی صورت ہے کہ ہم اسکی بتائی ہوئی راہ پر چلیں، اس کی نافرمانیوں سے باز رہیں اور اس کی اطاعت و عبادت میں دن گذاریں۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(مولوی محمد مسلم صاحب مالدہی متعلم دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

ناظرین کرام! اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبیٔ رحمت کی امت میں پیدا کیا اور خیر الامم کے لقب سے سرفراز کیا۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انکی جنس سے ایک رسول بھیجا جو اسکی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کرتا۔ اور قرآن و حکمت کی تعلیم دیتا تھا اور اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ رسول عربی کے آنے سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ رب العزت فرماتا ہے فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَہُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ ۰ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ تم ان کو نرم دل سردار ملے ہو اور اگر تم سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے منتشر اور الگ تھلگ ہوجاتے۔ ناظرین کرام اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی اور حسن اخلاق کو بیان فرمایا ہے۔ اور ایک دوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے کو اپنا احسان بتلایا ہے واقعہ بھی یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا مومنوں کے حق میں ایک نعمت الٰہی ہے اور ان پر اللہ کا احسان عظیم ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو خدا کے بندوں کی حالت بہائم سے بدتر اور خراب ہوجاتی وہ اپنی عقل سے نہ خدا کو پہچان سکتے تھے اور نہ نیک و بد میں تمیز کرسکتے تھے کیونکہ عقل آنکھ کی مانند ہے اور نور نبوت سورج کے مانند ہے ظاہر ہے کہ جب تک سورج نہ ہو آنکھ کی روشنی کچھ کام نہیں دیتی اسی طرح عقل انسانی نور نبوت کے بغیر ٹھوکریں کھارہی تھی اور اسے صراط مستقیم کا پتہ تک نہ تھا بالآخر نبی رحمت دنیا میں آئے اور اسکو راہِ ہدایت پر لگادیا۔

برادران محترم! اب نبی رحمت کی بارگاہِ نبوت میں آیئے۔ اور آپ کی رحمدلی و حسن اخلاق کو ملاحظہ کیجئے کہ یہاں ایک نئی تاریخ اور نیا نمونہ دنیا کے سامنے آتا ہے۔ یہاں دشمن خود عذاب مانگتے ہیں اور خود اپنے لئے سزائیں طلب کرتے ہیں لیکن آپ بددعا نہیں رحمت ہیں ملاکہ اگلے پیغمبر تو خدا سے عذاب مانگ کر نافرمان لوگوں کو ہلاک کراتے ہیں۔ مگر یہاں خود اللہ تعالیٰ عذاب کے فرشتے

بھیجکر فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب آپ جو عذاب چاہیں میں اسے بھیجکر آپ کے دشمنوں اور مخالفوں کو ہلاک کردوں؟ جواب دیا جاتا ہے اور یہ طلب وعرض کی جاتی ہے۔" اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ مجھے جانتی نہیں"۔

عفو اور رحم وکرم کے اعتبار سے آپ کو دیکھئے دس سال تک دن رات کے مظالم سہنے کے بعد فتح مکہ کے وقت آپ جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو کفار قریش مغلوب اور خوفزدہ ہوکر آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے انکی طرف نظر اٹھاکر دیکھا اور فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرونگا۔ انھوں نے جواب دیا کہ آپ ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادہ ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔ کفار نے اس ترحم اور مہربانی کو دیکھکر اسلام کی طرف قدم بڑھایا اور ایک قلیل تعداد کے سوا جو بعد میں اسلام لائی تمام اصلِ قریش اسی دن مسلمان ہوگئے۔ آپ کے جانی دشمن ابوجہل کا لڑکا مسلمان ہوکر آیا تو حکم دیا کہ اسکے باپ کا ذکر برے الفاظ میں کوئی نہ کرے کیونکہ طبعاً اس سے بیٹے کو رنج پیدا ہوگا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ایک ایک کی گردن اڑا دیتے مگر باوجود اختیار ہونے کے بھی وہ نمونہ عفو اور کرم کا دکھایا کہ دنیا اسکی مثال لانے سے عاجز ہے۔

طائف کے اوباش کئی میل تک پتھراؤ کرتے چلے آئے فرماتے ہیں کہ مجھے ہوش نہ تھا کہ کدھر جارہا ہوں۔ سر سے پیر تک لہولہان تھا حکم الٰہی آیا کہ اگر چاہو تو ابھی عذاب نازل کردوں۔ فرمایا نہیں مجھے امید ہے کہ انکی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو خدا کی عبادت کرینگے ـــــ حضرات! تواریخ کا مطالعہ کیجئے۔ احد کا میدان ہے سر زخمی ہوگیا چہرہ میں زرہ کی کیلیں چبھ گئیں کافروں کے پتھر سے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے اور روئے مبارک سے خون بہنے لگا لیکن اس کے سوا کچھ نہ فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائیگی جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا ہو۔ منافقوں سے رات دن آزار اور تلخی سہتے تھے لیکن کبھی انتقام کے درپے نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ان کے ساتھ سلوک اور مہربانی سے پیش آئے۔ قریش نے کیا کچھ اذیتیں نہ پہنچائیں تھیں سب آپنے برداشت کیں اور جب ان پر قابو پایا تو یکقلم ان کو معافی عطا کردی۔ آپ کو عرش سے بار بار تاکید ہوتی رہتی تھی کہ تم اس طرح صبر کرو جس طرح اولوالعزم پیغمبروں نے کیا۔ چنانچہ آپ کے پائے ثبات کو صبر کے میدان میں کبھی لغزش نہیں ہوئی۔ جو لوگ قرابت توڑتے آپ ان سے رشتہ جوڑتے۔ جو دشمنی پر کمر باندھتے ان کے ساتھ احسان سے پیش آتے اور جو سختیاں کرتے ان سے درگزر فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کے بارے میں انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر کوئی دین کی ہتک حرمت کرتا تو اس کو سزا دیتے۔

آپ کی ذات نہ صرف اپنے اصحاب اور امت بلکہ دنیا والوں کیلئے رحمت تھی۔ بدخواہوں اور دشمنوں سے بھی آپ مہربانی سے پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤف اور رحیم کا خطاب دیا ہے اور رحمۃ اللعالمین فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک بار مدینہ میں مجھ پر کئی فاقے گذر گئے۔ سوال کی جرات نہیں پڑتی تھی۔ اسلئے اپنے گھر سے باہر نکلکر گذرگاہ میں بیٹھا کہ شاید کوئی راہ گیر دیکھکر خود بخود میری حالت سمجھ جائے اور کچھ کھلادے۔ اتفاقاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے مگر سلام وجواب کے بعد آگے بڑھ گئے۔ میں نے جب یہ دیکھا تو ان کو بلاکر ایک آیت کے معنی پوچھے۔ مطلب صرف یہ تھا کہ وہ

اس گفتگو سے میری حالت کا اندازہ کرلیں ورنہ اس آیت کے معنی میں خود اچھی طرح جانتا تھا۔ انھوں نے مطلب بیان کردیا اور کوئی توجہ کئے بغیر جدھر جا رہے تھے چلے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے ان کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی اور وہ بھی میری کیفیت کو نہ سمجھ سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد رحمت عالم کا ادھر سے گذر ہوا دور ہی سے مجھے دیکھکر مسکرائے قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے گھر تک ساتھ لیگئے۔ ازواج مطہرات سے دریافت فرمایا کہ کھانے کی کوئی چیز ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ صرف ایک پیالہ دودھ ہے جو فلاں شخص کے یہاں سے ہدیتاً آیا ہے۔ فرمایا کہ بھیجدو۔ جب وہ آیا تو میری طرف بڑھایا میں نے کہا کہ جب تک حضور نہ نوش فرمالیں میں نہیں پیونگا۔ آپ نے چند گھونٹ پی لیا پھر مجھے عطا کیا میں کئی دن کا بھوکا تھا جب تک معدہ میں جگہ تھی پیتا رہا۔ اس کے بعد دیکھا تو وہ پیالہ اسی طرح بھرا تھا۔ فرمایا کہ اور پیو۔ میں نے کہا کہ اب شکم میں گنجائش نہیں، آپ نے اسکو اصحاب صفہ کیلئے بھیجدیا وہ سب کے سب پی کر سیراب ہوگئے مگر پیالہ جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ آپ ہمیشہ غریبوں، فقیروں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی امداد فرمایا کرتے تھے سچ کہا ہے حالی مرحوم نے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کی کام آنیوالا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی   یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر اپنی امت ہی کا غم کھاتے رہے اور اسی فکر میں رہے کہ کسی طرح میری امت عذاب الہی سے بچکر نجات و فلاح حاصل کرلے۔ حتیٰ کہ مرتے دم تک یہی فکر رہا۔ مرض الموت میں آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حق تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا قرآن مجید کو مضبوط پکڑے رہنا۔ میرے اہل بیت سے حسن سلوک کرنا۔ نماز کو اچھی طرح مع جماعت کے پڑھنا۔ خدائے تعالیٰ کے فرمانوں کی بڑی تعظیم وتکریم کرنا۔ اولاد کو امانت سمجھو۔ عورتوں پر رحم و نرمی کرو۔ ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو۔ اور جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کیلئے پسند کرو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا میں تم میں کیسا پیغمبر تھا؟ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ ہم میں آپ ایسے تھے کہ کوئی نبی اپنی امت پر ایسا نہیں تھا۔ آپ ہم پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان و شفیق تھے۔

حضرات! ذرا غور کیجئے شفیع عاصیاں رحمت عالم سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت پر کس درجہ شفیق اور مہربان تھے۔ اور رب العزت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں آپ کی امت میں پیدا کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم قیامت تک بھی اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ پس کیا ہمارا یہی فرض نہیں کہ ہم ایسے شفیق نبی کی شریعت پر چلیں اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں۔

فقط